23 جنوری 1963

ازعدالت عظمیٰ

# میسرز بنگال بھٹی کول کو۔

## بنام

# شری رام پربیش سنگھ اور دیگران۔

(بی پی سنہا،سی جے، پی بی گجیندر گڈکر، کے این وانچو، ایم ہدایت اللہ اور جے سی شاہ، جسٹسز۔)

صنعتی تنازعہ—کچھ کارکنوں کی طرف سے دوسرے کارکنوں کے کام میں رکاوٹ—شوکاز نوٹس پیش کیا گیا—انتظامیہ کی طرف سے مجرم پایا گیا—ٹریبونل کے اختیارات—کیا بے ایمانی پہ مبنی ظلم وستم ہوگی—صنعتی تنازعات ایکٹ، 1947 (1947 کا 14)، دفعات 10، 23(2)(بی)۔

جواب دہندگان اپیل کنندہ کے ملازمین تھے اور جب اپیل کنندہ کی سلسلہ میں ہڑتال جاری تھی تو انہوں نے وفادار اور رضا مندٹرامروں کو کولری میں کام کرنے سے جسمانی طور پر روکا اور دوسرے کارکنوں پر زور دیا کہ وہ رکاوٹ میں ان کا ساتھ دیں۔ جواب دہندگان کو ایک فرد جرم پیش کی گئی اور ان سے کہا گیا کہ وہ اس کی وجہ بتائیں کہ ان کے خلاف تادیبی کارروائی کیوں نہیں کی جانی چاہیے۔ جواب دہندگان نے اپنی وضاحت پیش کی اور فلاحی افسر کی طرف سے کی گئی تحقیقات پر انہیں مجرم پایا گیا اور فلاحی افسر نے انہیں برخاست کرنے کی سفارش کی۔ اپیل کنندہ نے صنعتی تنازعہ ایکٹ کی دفعہ 33(2)(بی) کے تحت صنعتی ٹریبونل کے سامنے درخواست دائر کی اور ٹریبونل نے برخاستگی کی منظوری دی۔ اس کے بعد ایکٹ کی دفعہ 10 کے تحت حوالہ دیا گیا اور موجودہ اپیل اس حوالے میں انڈسٹریل ٹریبونل کے حکم کے خلاف خصوصی اجازت کے ذریعے ہے۔ ٹریبونل نے فیصلہ دیا ہے کہ انتظامیہ کی طرف سے تحقیقات مناسب تھی لیکن اس نے مزید کہا کہ برخاستگی ظلم وستم ہونے کے برابر ہے۔

اپیل میں بنیادی سوال یہ تھا کہ آیا اس کا شکار کیا گیا تھا۔

منعقد کیا جاتا ہے، جہاں محکمانہ انکوائری مناسب طریقے سے منعقد کی جاتی ہے، ٹریبونل محکمانہ ٹریبونل کے نتائج پر اپیل میں نہیں بیٹھ سکتا ہے اور یہ صرف گھریلو انکوائری کے نتیجے میں دی جانے والی سزا میں مداخلت کر سکتا ہے جہاں نیک نیتی یا بنیادی غلطی یا قدرتی انصاف کے اصولوں کی خلاف ورزی ہو یا جہاں نتائج مسخ یا بے بنیاد ہوں یا مقدمہ شکار کا ہو۔

اگرچہ ثابت شدہ بدانتظامی کی صورت میں عام طور پر جرمانے کا نفاذ انتظامیہ کی صوابدید کے اندر رہ سکتا ہے،لیکن ایسے معاملات میں جہاں بدانتظامی کے لیے برخاستگی کی سزا ثابت ہو سکتی ہے وہ ناقابل فہم ہو سکتی ہے یا جرم کی نوعیت کے تناسب سے اتنی زیادہ ہو سکتی ہے کہ ٹریبونل محض دی گئی سزا سے شکار ہونے کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ یہاں ایسا نہیں تھا۔

نیشنل ٹوبیکو کمپنی آف انڈیا لمیٹڈ بمقابلہ فورتھ انڈسٹریل ٹریبونل،(1960) 2 ایل ایل جے 175، کا حوالہ دیا گیا۔

دیوانی اپیل کا عدالتی حد اختیار 1962: کی سول اپیل نمبر 24۔

سنٹرل گورنمنٹ انڈسٹریل ٹریبونل، دھنباد کے 23 نومبر 1960 کے ایوارڈ سے 1960 کے حوالہ نمبر 31 میں خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل کنندہ کی طرف سے ایم سی سیتلواڈ ،نونکومر چکرورتی اور بی پی مہیشوری۔

ایم کے رامامورتھی، دیپت دت چودھری کے لیے، جواب دہندگان کے لیے نمبر 1 سے 13۔

1963 ۔23 جنوری۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

وانچو، جے— یہ سنٹرل گورنمنٹ صنعتی ٹریبونل، دھنباد کے حکم کے خلاف خصوصی اجازت کی طرف سے اپیل ہے۔ موجودہ مقاصد کے لیے ضروری مختصر حقائق یہ ہیں۔ مرکزی حکومت نے صنعتی تنازعات ایکٹ، 1947 کے نمبر 14 کی دفعہ 10 کے تحت ایک تنازعہ کا حوالہ دیا تھا، (جسے اس کے بعد ایکٹ کہا گیا ہے) اس اپیل میں شامل تیرہ کارکنوں کے حوالے سے درج ذیل شرائط میں:

" کیا بھٹی کولیری کے مندرجہ ذیل تیرہ کارکنوں کی برطرفی جائز تھی؟ اگر نہیں تو وہ کس راحت کے حقدار ہیں اور کس تاریخ سے؟"

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تیرہ کارکنوں نے مختلف تاریخوں یعنی 20 اکتوبر، 27 اکتوبر اور 3 نومبر 1959 کو کولیری میں کام کرنے والے سطحی ٹرامروں کو جسمانی طور پر روک دیا تھا۔ ان میں سے کچھ نے دوسرے کارکنوں کو بھی وفادار اور رضامند ٹرامروں کی راہ میں رکاوٹ ڈالنے کے اس عمل میں شامل ہونے کے لیے اکسایا تھا تاکہ انہیں کام کرنے سے روکا جا سکے۔ یہ ایک ہڑتال کے دوران ہوا جو 20 اکتوبر 1959 کو کولیری مزدور سنگھ کی طرف سے شروع کی گئی تھی جس سے زیر بحث تیرہ مزدوروں

کا تعلق تھا۔نتیجتاً اپیل کنندہ نے 9 نومبر 1959 کو تیرہ کارکنوں کو فرد جرم پیش کی جس میں الزام لگایا گیا کہ "انہوں نے نمبر 1 اور 2 انکلائنز پر ڈیوٹی پر موجود سرفیس ٹرامروں کو اپنے فرائض کی انجام دہی اور ٹرام لائن ٹریک کے درمیان بیٹھ کر ٹبوں کی نقل و حرکت کو کنٹرول کرنے میں جسمانی طور پر رکاوٹ ڈالی اور مختلف تاریخوں پر" اس طرح کوئلے کی کانوں کے ضوابط کے ضابط 38(1)(بی) کی خلاف ورزی کی۔ان سے کہا گیا کہ وہ 48 گھنٹوں کے اندر وضاحت کریں کہ ان کے خلاف کول مائنز اسٹینڈنگ آرڈر کے قواعد 27(19) اور قواعد 27(20) کے تحت تادیبی کارروائی کیوں نہیں کی جانی چاہیے۔کارکنوں نے اپنی وضاحتیں پیش کیں اور اپیل کنندہ کے ویلفیئر آفیسر کے ذریعے تفتیش کی گئی۔ویلفیئر آفیسر نے تمام تیرہ کارکنوں کو ان کے خلاف بنائے گئے الزامات کا مجرم پایا اور انہیں برخاست کرنے کی سفارش کی۔چونکہ نومبر 1959 میں اسی ٹریبونل کے سامنے ایک اور حوالہ زیر التوا تھا، لہذا اپیل کنندہ نے کی گئی کارروائی کی منظوری کے لیے ایکٹ کی دفعہ 33(2)(بی) کے تحت ٹریبونل میں تیرہ درخواستیں کیں۔اگرچہ کارکنوں نے ان کارروائیوں میں اپنے جوابات پیش کیے لیکن اس کے بعد انہوں نے ان کا مقابلہ نہیں کیا، اور ٹریبونل نے کی گئی کارروائی کی منظوری دے دی۔اس کے بعد موجودہ حوالہ ایکٹ کی دفعہ 10 کے تحت دیا گیا۔

موجودہ حوالہ میں کارکنوں کی طرف سے پیش کیا گیا مقدمہ یہ تھا کہ کوئی مناسب انکوائری نہیں کی گئی کیونکہ کارکنوں کو اپنا دفاع کرنے کا موقع نہیں دیا گیا تھا۔یہ مزید پیش کیا گیا کہ برخاستیاں ٹریڈ یونین کی سرگرمیوں کے لیے خالص اور آسان شکار کے سوا کچھ نہیں تھیں۔

ٹریبونل نے بظاہر فیصلہ دیا کہ انکوائری مناسب تھی، حالانکہ اس نے اپنے فیصلے میں اتنے الفاظ میں ایسا نہیں کہا ہے۔یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ شاید ہی دوسری صورت میں کر سکتا تھا، کیونکہ اس نے پہلے ہی ایکٹ کی دفعہ 33(2)(بی) کے تحت کی گئی درخواستوں پر کی گئی کارروائی کی منظوری دے دی تھی۔اگر انکوائری مناسب نہ ہوتی تو ٹریبونل برخاستیوں کی منظوری نہ دیتا۔لیکن ٹریبونل نے فیصلہ دیا کہ یہ شکار کا معاملہ تھا۔اس لیے اس نے برخاستگی کے حکم کو کالعدم قرار دے دیا اور اپنے حکم کے نافذ ہونے کے ایک ماہ کے اندر تیرہ کارکنوں کی بحالی کا حکم دیا اور حکم دیا کہ انہیں جبری بے روزگاری کی مدت کے دوران بغیر تنخواہ کے چھٹی پر رکھا جائے۔اس نے اجرت واپس نہیں کی کیونکہ مزدوروں نے بھی ان کی جبری بے روزگاری میں کچھ حد تک حصہ ڈالا تھا۔

موجودہ اپیل میں، اپیل کنندہ کا دعوی ہے کہ ٹریبونل کے اس نتیجے کو درست ثابت کرنے کے لیے کوئی ثبوت نہیں ہے کہ برخاستیاں غیر منصفانہ مزدوری کی مشق یا استحصال کا عمل تھا۔ہماری رائے ہے کہ اپیل کنندہ کی یہ دلیل غالب ہونی چاہیے۔ٹریبونل اس حقیقت سے بے خبر نہیں تھا کہ جہاں گھریلو انکوائری مناسب طریقے سے منعقد کی جاتی ہے وہاں ٹریبونل گھریلو ٹریبونل کے نتائج پر اپیل میں نہیں بیٹھتا ہے اور یہ صرف گھریلو انکوائری کے نتیجے میں دی جانے والی سزا میں مداخلت کر سکتا ہے جہاں نیک نیتی یا بنیادی غلطی یا قدرتی انصاف کے اصولوں کی خلاف ورزی ہو، یا جہاں نتائج منحرف یا بے بنیاد ہوں یا

معاملہ شکار یا غیر منصفانہ لیبر پریکٹس کا ہو۔ ہم پہلے ہی اشارہ دے چکے ہیں کہ ٹریبونل نے یہ نہیں پایا کہ انکوائری کے انعقاد میں کوئی بنیادی غلطی یا فطری انصاف کے اصولوں کی خلاف ورزی ہوئی ہے اور نہ ہی یہ پایا کہ انکوائری افسر کے نتائج مسخ یا بے بنیاد تھے۔ ایکٹ کی دفعہ 33(2)(بی) کے تحت اس کے پاس کی گئی درخواستوں پر کی گئی کارروائی کی اپنی منظوری کے باوجود وہ شاید ہی ایسا کر سکتی تھی، کیونکہ اگر اسے پتہ چل جاتا کہ انکوائری مناسب نہیں تھی، تو وہ اپیل کنندہ کی طرف سے کارکنوں کے خلاف کی گئی کارروائی کی منظوری نہیں دیتی جب اس سے دفعہ 33(2)(بی) کے تحت رابطہ کیا گیا تھا۔ اس لیے ہمیں اس مفروضے پر آگے بڑھنا چاہیے کہ انکوائری مناسب طریقے سے کی گئی تھی اور انکوائری کرنے والے تفتیشی افسر کو اس نتیجے پر پہنچنے میں اس کے سامنے موجود شواہد پر جائز قرار دیا گیا تھا جو اس نے کیا تھا، یعنی کہ الزامات ثابت ہو چکے تھے۔

تاہم ٹریبونل نے اس طرح سے شکار کے حوالے سے ایک اور سوال اٹھایا: "لیکن اگر میں یہ بھی فرض کر لوں کہ یہ لوگ اس جرم کے مجرم تھے جس کی شکایت کی گئی تھی، تو مجھے رکنے دیں اور غور کرنے دیں کہ آیا ظلم وستم بنایا گیا ہے۔" اس کے بعد اس نے نشاندہی کی کہ متعلقہ کارکنوں نے دس سال یا اس سے زیادہ کی خدمت کی تھی اور ان کی خدمت کا پچھلا ریکارڈ اچھا تھا۔ وہ یونین کے اہم عہدیدار تھے اور ان میں سے کچھ محفوظ کارکن بھی تھے۔ اس کے بعد اس نے اپیل کنندہ اور یونین کے درمیان پچھلے تنازعات کا حوالہ دیا جس کے یہ کارکن تھے اور اس کا خیال تھا کہ یونین اور اس کے قائدین" اپیل کنندہ کے لیے چشم کشا" تھے۔ ٹریبونل اس بات سے کتنا ہی آگاہ تھا کہ صرف اس وجہ سے کہ کچھ کارکن محفوظ کارکن تھے، انہیں اس طرح کسی بھی ایسی چیز کے لیے مکمل استثنیٰ نہیں دیا گیا جو وہ کر سکتے ہیں، حالانکہ یہ برخاستگی کے لائق بدانتظامی ہو سکتی ہے۔ لیکن اس نے نشاندہی کی کہ اس معاملے میں شکایت کی گئی بدانتظامی میں کارکنوں پر جرمانہ، معطلی یا برطرفی شامل ہے، اور اپیل کنندہ نے برطرفی کا انتخاب کیا، جو کہ انتہائی سزا تھی۔ اس نے نیشنل ٹوبیکو کمپنی آف انڈیا لمیٹڈ بنام فورتھ انڈسٹریل ٹریبونل (1) میں کلکتہ ہائی کورٹ کے ایک فیصلے کا حوالہ دیا، جہاں یہ فیصلہ دیا گیا تھا کہ ایسے معاملے میں جہاں دی گئی سزا ناقابل فہم یا جرم کی نوعیت کے تناسب سے باہر تھی جو خود اس بات کی بنیاد ہو سکتی ہے کہ برخاستگی استحصال کا عمل تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ اس نے قرار دیا ہے کہ اس معاملے میں برخاستگی کی سزا ناقابل فہم تھی یا کسی بھی حد تک جرم کی نوعیت کے تناسب سے باہر تھی اور اس وجہ سے اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ ظلم وستم کا معاملہ تھا۔

اب اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ اگرچہ ثابت شدہ بدانتظامی کے معاملے میں، عام طور پر جرمانے کا نفاذ انتظامیہ کی صوابدید کے اندر ہو سکتا ہے، ایسے معاملات ہو سکتے ہیں جہاں بدانتظامی کے لیے برخاستگی کی سزا اتنی ناقابل قبول یا اتنی مجموعی طور پر جرم کی نوعیت کے تناسب سے باہر ہو سکتی ہے کہ ٹریبونل محض دی گئی سزا سے استحصال کا اندازہ لگا سکتا ہے۔ لیکن ہماری رائے ہے کہ حال ایسا کوئی معاملہ نہیں ہے اور زیادتی کا کوئی اندازہ محض اس حقیقت سے نہیں لگایا جا سکتا کہ اس معاملے میں برخاستگی کی سزا عائد کی گئی تھی اور نہ ہی جرمانہ یا معطلی۔ یہ کوئی تنازعہ نہیں ہے کہ ان دنوں ہڑتال جاری تھی جب بدانتظامی کی گئی تھی۔ یہ اپیل کنندہ کا معاملہ تھا کہ ہڑتال غیر مطمئن اور غیر قانونی تھی اور ایسا لگتا ہے کہ علاقائی لیبر کمشنر، سنٹرل، دھنباد، اپیل کنندہ کے اس خیال سے متفق ہیں۔ اس طرح کی ہڑتال کے دوران ہی مبینہ بدانتظامی ہوئی اور بدانتظامی یہ تھی کہ ان تیرہ کارکنوں نے دوسرے کارکنوں کو جسمانی طور پر روک دیا جو ٹرام لائنوں کے درمیان بیٹھ کر اپنا کام کرنے کے لیے تیار تھے۔ یہ ہماری رائے میں تیرہ کارکنوں کی

طرف سے سنگین بدانتظامی تھی اور اگر یہ پایا جاتا ہے– جیسا کہ یہ پایا گیا ہے– برخاستگی کی ثابت سزا بالکل جائز ہوگی۔ لہذا جرم کی نوعیت کو دیکھتے ہوئے یہ نہیں کہا جاسکتا کہ اس معاملے میں دی گئی سزا مجموعی طور پر غیر متناسب تھی یا ناقابل فہم تھی، اور ٹربیونل اس نتیجے پر پہنچنے میں جائز نہیں تھا کہ یہ استحصال کا معاملہ تھا کیونکہ اپیل کنندہ نے ان کارکنوں کو برخاست کرنے کا فیصلہ کیا اور وہ انہیں جرمانے یا معطلی کے ساتھ چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھا۔

ٹربیونل کے فیصلے کی حمایت میں عملی طور پر کوئی اور ثبوت موجود نہیں ہے۔ یہ سچ ہے کہ اپیل کنندہ اور اس یونین کے درمیان تعلقات خوش نہیں تھے جس سے ان کارکنوں کا تعلق تھا۔ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ اس تشویش میں ایک اور اتحاد موجود تھا۔ شاید یہ حقیقت کہ دو یونین تھے اپنے آپ میں اس بات کی وضاحت کرے گی کہ اپیل کنندہ کے ان یونینوں میں سے ایک کے ساتھ تعلقات کیوں خوش نہیں تھے جس سے یہ مزدور تعلق رکھتے تھے۔ لیکن یہ حقیقت کہ آجر اور یونین کے درمیان تعلقات خوش نہیں تھے اور متعلقہ کارکن یونین کے عہدیدار یا فعال کارکن تھے، خود ہی شکار کو ثابت کرنے کا کوئی ثبوت نہیں ہوگا، کیونکہ اگر ایسا تھا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ کسی یونین کے عہدیدار اور فعال کارکن جن کے ساتھ آجر کے اچھے تعلقات نہیں ہیں وہ کسی بھی بدسلوکی کا ارتکاب کریں گے اور اس بنیاد پر اس سے دور ہوجائیں گے کہ آجر اور یونین کے درمیان تعلقات خوش نہیں تھے۔ اس لیے ہماری رائے ہے کہ اس معاملے میں شکار کا نتیجہ محض قیاس آرائیوں اور قیاس آرائیوں پر مبنی ہے۔ ہم پہلے ہی ٹربیونل کی طرف سے دی گئی بنیادی وجہ، یعنی سزا کی نوعیت پر غور کر چکے ہیں، اور فیصلہ دیا ہے کہ اسے ناقابل فہم یا جرم کی نوعیت کے تناسب سے باہر نہیں کہا جا سکتا۔

ٹربیونل کی طرف سے ظلم وستم کے نتیجے کی حمایت میں دی گئی ایک اور وجہ بھی واضح طور پر غلط ہے۔ ٹربیونل کا کہنا ہے کہ پولیس کو دی گئی رپورٹوں میں کچھ افراد کا ذکر 27 اکتوبر 1959 کی بدانتظامی میں حصہ لینے کے طور پر کیا گیا تھا؛ لیکن اپیل کنندہ کی طرف سے دائر تحریری بیان میں دو دیگر افراد، رتن گوپے اور سوہن گوپے، جن کا پولیس رپورٹ میں ذکر نہیں کیا گیا تھا، کا بھی ذکر 27 اکتوبر کے واقعے میں حصہ لینے کے طور پر کیا گیا تھا۔ ٹربیونل نے اس طرح یہ نتیجہ اخذ کیا کہ سوہن گوپے اور رتن گوپے کو 27 اکتوبر کے واقعے میں جھوٹا پھنسایا گیا تھا۔ حیرت انگیز طور پر، چاہے کچھ بھی ہو، اس نے مزید کہا کہ یہ ایک غلطی ہو سکتی ہے لیکن اس نے مزید کہا کہ اس کا مطلب ان لوگوں کو برخاست کرنا ہے اور اس سلسلے میں نتیجہ نہ صرف غلط بلکہ مسخ شدہ تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ٹربیونل کے سامنے اپیل کنندہ کے تحریری بیان کے پیراگراف 5 میں غلطی سے رتن گپ اور سوہن گپ کے ناموں کا ذکر 27 اکتوبر کے واقعے میں حصہ لینے کے طور پر کیا گیا ہے۔ لیکن انہیں جو چارج شیٹ دی گئیں وہ صرف 20 اکتوبر کے واقعے کے بارے میں تھیں۔ گھریلو انکوائری کا نتیجہ بھی 20 اکتوبر کے واقعے کے حوالے سے تھا۔ لہذا ایسا لگتا ہے کہ ٹربیونل کے لیے یہ فیصلہ دینے کا کوئی جواز نہیں تھا کہ یہ نتیجہ غلط تھا، کیونکہ ایسا کوئی نتیجہ نہیں نکلا کہ ان دونوں افراد نے 27 اکتوبر کے واقعے میں حصہ لیا تھا۔ اس میں کوئی شک نہیں ہوسکتا کہ اپیل کنندہ کے تحریری بیان میں غلطی تھی کیونکہ 27 اکتوبر کے واقعے کے بارے میں ان دونوں افراد کے خلاف کوئی الزام نہیں تھا اور نہ ہی ویلفیئر آفیسر کی طرف سے اس کے بارے میں کوئی نتیجہ اخذ کیا گیا تھا۔ لہذا ٹربیونل نے اس غلطی کو شکار کے ثبوت کے طور پر استعمال کرنا واضح طور پر غلط تھا۔ اس لیے ہماری

رائے ہے کہ موجودہ مقدمے میں نام کے قابل کوئی ثبوت نہیں ہے جو ٹریبونل کے نتیجے کی حمایت کرے کہ ظلم وستم اور اس کے نتیجے میں نیک نیتی کی کمی ہے۔ان حالات میں ٹریبونل کے فیصلے کو کالعدم قرار دیا جانا چاہیے۔

لہذا ہم اپیل کی اجازت دیتے ہیں،ٹریبونل کے فیصلے کو کالعدم قرار دیتے ہیں اور متعلقہ تیرہ کارکنوں کی برطرفی کو برقرار رکھتے ہیں۔ان حالات میں اخراجات کے حوالے سے کوئی آرڈر نہیں ہوگا۔

اپیل کی اجازت دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.05.09 16:23
I am the author of this document